عَشْرَۂ ذِی الْحِجَّہ و
قُرْبَانِی
کے فَضَائل و مَسَائل

تالیف

ندیم احمد انصاری

(خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا)

http://afif.in/

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

تفصیلات

کتاب: عشرۂ ذی الحجہ و قربانی کے فضائل و مسائل
مصنف: ندیم احمد انصاری (خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا)
صفحات: 24
ناشر: الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا
ویب سائٹ http://afif.in
ای میل: afif.in2008@gmail.com
فیس بک: fb.com/alfalahislamicfoundation
بلاگ: Alfalahislamicfoundation.blogspot.in

فہرس

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
✸	تمہید	۶
✸	عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل ومسائل	۷
۱	عشرۂ ذی الحجہ کی راتیں	۷
۲	عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل	۷
۳	صیام وقیام کی فضیلت	۸
۴	عرفے کے روزے کی فضیلت	۸
۵	عید کی رات میں عبادت کا اہتمام	۸
۶	عشرۂ ذی الحجہ میں بال وناخن کا خاص حکم	۹
۷	تکبیرِ تشریق کا حکم	۹
۸	تکبیرِ تشریق کے الفاظ	۱۰
✸	قربانی کے فضائل ومسائل	۱۱
۱	عیدالاضحیٰ کا پس منظر	۱۱
۲	عیدالاضحیٰ کے معنی	۱۲
۳	عیدالاضحیٰ کیوں؟	۱۲

۴	قربانی کے معنی	۱۳
۵	قربانی کی فضیلت	۱۳
۶	قربانی نہ کرنے پر وعید	۱۳
۷	قربانی کا حکم	۱۴
۸	قربانی واجب ہے، محض سنت نہیں	۱۵
۹	قربانی واجب ہونے کی شرطیں	۱۶
۱۰	غریب پر کب قربانی واجب ہوگی؟	۱۷
۱۱	حاجی پر عید الاضحیٰ کی قربانی	۱۸
۱۲	کسی اور کی طرف سے قربانی	۱۹
۱۳	قربانی کا وقت	۲۰
۱۴	قربانی کے جانور	۲۱
۱۵	قربانی کے مستحبات و آداب	۲۱
۱۶	قربانی کی کھال کا حکم	۲۲
۱۷	قربانی کے گوشت کا حکم	۲۳
۱۸	حلال جانور کی حرام اشیا	۲۳
۱۹	قربانی کی قضا	۲۳

* * *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمدللہ و کفی و سلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد:

عشرۂ ذی الحجہ خصوصاً اور ماہِ ذی الحجہ عموماً بہت ہی فضیلت والا مہینہ ہے، اس میں کچھ احکام تو ایسے ہیں، جو مالداروں سے متعلق ہیں، جیسے: حج اور کچھ اس سے کم استطاعت رکھنے والوں سے متعلق ہیں، جیسے: قربانی اور کچھ احکام تمام امت کے لیے ہیں، جیسے: عشرۂ ذی الحجہ میں خصوصیت سے عبادت کا اہتمام وغیرہ۔ یہاں ہم آخر الذکر انھیں دو امور سے بحث کریں گے۔ ان شاء اللہ

اس رسالے میں مذکور تقریباً تمام مسائل ہند و بیرونِ ہند متعدد اخبارات ورسائل میں شایع ہو چکے ہیں، اب انھیں جدید تہذیب کے ساتھ رسالے کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے، تا کہ افادہ عام وتام ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں اپنے حضور قربانیاں پیش کرنے کی سعادت نصیب فرمائے اور اس رسالے کو مؤلف اور اس کے والدین ومحبین کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

العبد ندیم احمد انصاری عفا اللہ عنہ

۶ر ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۹ر ستمبر ۲۰۱۶ء

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل ومسائل

عشرۂ ذی الحجہ کی راتیں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ’**والفجر، ولیال عشر**‘ میں جن دس راتوں کی قسم کھائی ہے، وہ دس راتیں جمہور کے قول کے مطابق یہی عشرۂ ذی الحجہ کی راتیں ہیں۔ (معارف القرآن: 8/739)

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اعمال ذی الحجہ کے (شروع) دس دنوں کی نیکیاں ہیں۔ کسی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی (ان دونوں کے علاوہ میں) جہاد کرے، تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوسرے دنوں کا جہاد بھی اس کی برابری نہیں کرسکتا، البتہ کوئی شخص اپنی جان ومال دونوں جہاد میں خرچ کردے، تو وہ بے شک اس عشرہ کے اعمال سے بہتر ہوسکتا ہے۔ (بخاری: 969، ابوداؤد: 2438)

یہ حدیث عشرۂ ذی الحجہ کے احترام، برکت، فضیلت اور عظمت کی بیّن دلیل ہے اور چونکہ یہ دن برکت والے ہیں، اس لیے ان میں ذکرِ الٰہی وانابت الی اللہ بہت بڑے اجر وثواب کا باعث ہے۔

صیام وقیام کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، ان دنوں (یعنی یکم ذی الحجہ سے ۹ ذی الحجہ) میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے نفلی روزوں کے برابر اور ایک رات میں قیام کا ثواب شبِ قدر کے قیام کے برابر ہے۔ (ترمذی: 758، ابن ماجہ: 1728)

عرفے کے روزے کی فضیلت

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ (یعنی ۹ / ذی الحجہ) کا روزہ ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ (ترمذی: 719، مسلم: 1162 مطولاً)

عید کی رات میں عبادت کا اہتمام

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص عیدین کی راتوں میں شب بیداری اور عبادت کا اہتمام کرے، اس کا دل قیامت کے دن اس وقت بھی زندہ رہے گا، جس دن سب کے دل مردہ ہوجائیں گے۔ (ابن ماجہ: 1782، الترغیب والترہیب: 1614، وقال المنذری: رواہ ثقات الا ان بقیة مدلس، وقد عنعنہ)

عشرۂ ذی الحجہ میں بال وناخن کا خاص حکم

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تمہارا قربانی کا ارادہ ہو تو تم اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رکے رہو۔ (مسلم: 1977، ترمذی: 1523)

یہ حکم استحبابی ہے اور صرف قربانی کرنے والوں کے ساتھ خاص ہے، وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ زیرِ ناف اور بغلوں کی صفائی اور ناخن کاٹے ہوئے ۴۰/ روز نہ گزر گئے ہوں، اگر چالیس روز گزر گئے ہوں تو امورِ مذکورہ کی صفائی واجب ہے۔ (احسن الفتاوی: 7/497) اور حدیث میں مذکور ''نہی'' خلافِ اولیٰ پر محمول ہے۔ (اعلاء السنن: 16/8004)

تکبیرِ تشریق کا حکم

۹/ ذی الحجہ کی نمازِ فجر سے ۱۳/ ذی الحجہ کی نمازِ عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیرِ تشریق پڑھنا ہر مسلمان پر واجب ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا یہی مسلک ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ تکبیرِ تشریق ہر مسلمان پر واجب ہے، خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم، مرد ہو یا عورت، شہری ہو یا دیہاتی، آزاد ہو یا غلام، جماعت سے نماز پڑھنے والا ہو یا منفرد۔ البتہ ان دنوں کی کوئی نماز چھوٹ جائے اور بعد میں اس کی قضا کے وقت تکبیرِ تشریق پڑھنے کی ضرورت نہیں، اسی طرح پہلے کی کوئی قضا نماز جو کہ واجب الادا تھی، ان دنوں میں اس کی قضا کرے تو بھی تکبیرِ تشریق نہیں کہی جائے گی۔ یہ تکبیر مرد متوسط بلند آواز سے اور

عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں۔ (خلاصۃ الفتاویٰ: 1/216، تبیین الحقائق: 1/546)

علماء نے لکھا ہے کہ نمازِ عید کے بعد بھی تکبیرِ تشریق کا وجوب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ نماز بھی جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے، اگرچہ فی نفسہ فرض نہیں، اسی پر مسلمانوں کا توارث ہے۔ (البحر الرائق: 2/289)

تکبیرِ تشریق کے الفاظ

تکبیرِ تشریق کے الفاظ یہ ہیں:

اَللہُ اَکْبَرُ، اَللہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ، اَللہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

(کنز العمال: 12578)

* * *

قربانی کے فضائل ومسائل

عیدالاضحیٰ کا پس منظر

۱۰ / ذی الحجہ وہ مبارک تاریخی دن ہے، جس میں امتِ مسلمہ کے موسس ومورثِ اعلیٰ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کا حکم واشارہ پاکر اپنے لختِ جگر سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کوان کی رضامندی سے قربانی کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کر کے اوران کے گلے پر چھری رکھ کر اپنی سچی وفاداری اور کامل تسلیم ورضا کا ثبوت دیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے عشق ومحبت اور قربانی کے اس امتحان میں ان کو کامیاب قرار دے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زندہ وسلامت رکھ کر ان کی جگہ ایک جانور کی قربانی قبول فرمالی تھی، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سر پر ’’امامت‘‘ کا تاج رکھ دیا، اوران کی اس نقل کو قیامت تک کے لیے ’’رسمِ عاشقی‘‘ قرار دے دیا، پس اِس دن کو اُس عظیم تاریخی واقعہ کی حیثیت سے تہوار قرار دے دیا گیا، چونکہ امتِ مسلمہ ملتِ ابراہیمی کی وارث اور اسوۂ خلیلی کی نمائندہ ہے، اس موقعہ پر یعنی ۱۰ / ذی الحجہ میں پورے عالمِ اسلامی کا حج میں اجتماع اور اس کے مناسک حج میں قربانی وغیرہ اس واقعہ کی گویا اصل واول درجے کی یادگار ہیں۔ اور ہر اسلامی شہر اور بستی میں عیدالاضحیٰ کی تقریبات؛ نماز وقربانی وغیرہ اس کی گویا نقل اور دوم درجے کی یادگار ہیں۔ انہیں وجوہات کی بنا پر اس دن کو ’’یوم العید‘‘ یعنی عید کا دن

کہتے ہیں۔ (ملخصاً معارف الحدیث: 3/396-397)

عید الاضحیٰ کے معنی

’عید‘ لفظ ’عود‘ سے مشتق ہے، جس کے معنی ’’بار بار آنا‘‘۔ چنانچہ اس دن کو عید اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ دن بار بار یعنی ہر سال آتا ہے اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس دن کا نام ’عید‘ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ عود کرتا ہے، یعنی بندوں پر اپنی رحمت اور بخشش کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے۔ (مظاہر حق جدید: 2/247)

’عید اضحیٰ‘ یا ’عید الاضحیٰ‘ کا مطلب ہے ’بقر عید‘ یعنی مسلمانوں کا وہ تہوار جو دس ذی الحجہ کو منایا جاتا ہے، جس میں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے۔ (فیروز اللغات: 908)

عید الاضحیٰ کیوں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے، اس وقت اہل مدینہ (جن کی اکثریت اب ایمان لا چکی تھی) کے لوگوں کے دو دن کھیل کود (تفریح وغیرہ) کے لیے مقرر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ دونوں دن کس بات کے لیے ہیں؟ ان لوگوں نے بتایا کہ ایامِ جاہلیت میں ہم لوگ کھیل کود کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو ان دونوں دنوں کے بدلے دوسرے دو دن عنایت فرمائے ہیں اور یہ ان سے بہتر ہیں؛ ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن۔ (ابوداؤد: 1134، نسائی: 1006)

قربانی کے معنی

'القربان' کے معنی ہیں؛ ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کی قرب جوئی کی جائے اور عرف میں قربان بمعنی 'نسکیۃ'، یعنی 'ذبیحۃ' کے آتے ہیں۔ (مفردات القرآن:446)

قربانی کی فضیلت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عیدالاضحیٰ کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل جانور کی قربانی کرنا ہے، یہ قربانی قیامت کے دن اپنے بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گی اور یہ بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کر دیا جاتا ہے، اس لیے خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔ (ترمذی:1493)

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ انہوں نے عرض کیا: اس میں ہمیں کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر ہر بال کے بدلے ایک نیکی اور فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلہ (بھی) ایک نیکی۔ (ابن ماجہ:3127)

قربانی نہ کرنے پر وعید

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو صاحبِ نصاب، باوجود استطاعت کے قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ

پھٹکے، یعنی وہ خوشی منانے کا مستحق نہیں۔ (ابن ماجہ: 3123)

قربانی کی روح

اللہ تعالیٰ لن ینال اللہ الخ، یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس نہ اس کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے' میں فرماتے ہیں کہ اس کی روح یعنی تقویٰ خاص کی تعظیم شعار ہے، اس کی بہت حفاظت کرو اور سمجھو کہ ذبح بالذات مقصود نہیں۔ دیکھو وہاں نہ خون پہنچتا ہے، نہ گوشت، جو چیز مقصود ہے، وہ البتہ پہنچتی ہے یعنی تقویٰ۔ چنانچہ اگر گوشت وخون مقصود ہوتا تو سارا جانور اٹھ کر چلا جایا کرتا، پس صرف ذبح کو مقصود مت سمجھو، اللہ تعالیٰ کے یہاں تقویٰ پہنچتا ہے، اس کو دیکھو کہ اس ذبح کے ساتھ تقویٰ بھی شامل ہے یا نہیں۔ (اشرف التفاسیر: 76-3/75 بتغیر)

قربانی کا حکم

قربانی ہر اس مسلمان، عاقل، بالغ، مقیم، مرد وعورت پر واجب ہے، جس کی مِلک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی قیمت کا مال، اس کی حاجتِ اصلیہ سے زائد موجود ہو، خواہ یہ مال سونا، چاندی اور زیورات کی شکل میں ہو یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان کے علاوہ کسی مکان یا پلاٹ وغیرہ کی شکل میں۔ (شامی: 8/379، خلاصۃ الفتاویٰ: 4/309)

اگر کسی شخص پر قرض ہو، لیکن بنیادی ضروری اشیاء، رہائشی مکان، استعمالی چیزوں اور استعمالی کپڑوں کے علاوہ جو کچھ اس کی املاک ہو وہ اتنی ہو کہ بیچ دی جائیں تو قرض ادا

کرنے کے بعد بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر اس کے پاس بچ رہے، تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے، اور جس طرح دوسرے حقوق کی ادائیگی کے لیے حسب ضرورت قرض لینا درست ہے، ایسے ہی اس مقصد کے لیے بھی قرض لینا جائز ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ: 3/600 بحوالہ کتاب الفتاویٰ: 4/132)

خیال رہے کہ قربانی صاحب نصاب پر زکوٰۃ کی طرح ہر سال واجب ہوتی ہے، لیکن اس میں زکوٰۃ کی طرح نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں۔ (شامی: 9/379) نیز ٹی وی، وی سی آر جیسی خرافات، کپڑوں کے تین جوڑوں سے زائد لباس اور وہ تمام اشیاء جو محض زیب وزینت یا نمود ونمائش کے لیے گھروں میں رکھی رہتی ہیں، اور سال بھر میں ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں ہوتیں، زائد از ضرورت ہیں، اس لیے ان سب کی قیمت بھی حساب میں لگائی جائے گی۔ (احسن الفتاویٰ: 7/508)

قربانی واجب ہے، محض سنت نہیں

بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ قربانی واجب نہیں، محض سنت ہے، یہ درست نہیں، اس کے مفصل دلائل ہماری کتاب ’رسائل ابن یامین‘ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہاں ایک سوال وجواب مختصراً ملاحظہ فرمائیں:

سوال: ایک صاحب کا قول ہے کہ قربانی واجب نہیں، محض سنت ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ’جو کوئی ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور اس کا ارادہ قربانی کا ہو تو وہ اپنے بال، ناخن، تاوقت یہ کہ قربانی کرلے، نہ کاٹے‘۔ مقصد وارادہ ہو، یہ لفظ بتلاتا ہے کہ قربانی واجب نہیں، صرف سنت ہے، کیا یہ دلیل برابر اور درست ہے؟

جواب: قربانی محض سنت نہیں، بلکہ واجب ہے۔ سرکارِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’جو صاحب نصاب باوجود استطاعت کے قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔‘ یعنی جو کشائش پائے اور قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے پاس بھی نہ پھٹکے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی واجب ہے۔ باقی رہا یہ کہ حدیث شریف میں لفظ ’أراد‘ آیا ہے، تو یہ ایک محاورہ اور عام بول چال ہے، یہ وجوب کے خلاف نہیں۔ حج کے لیے بھی یہ لفظ آیا ہے۔ حدیث میں ہے: ”جو حج کا ارادہ کرے، تو چاہیے کہ جلدی کرے“۔ (مشکوٰۃ: 222) تو کیا حج بھی سنت ہے، فرض نہیں؟ خلاصہ یہ کہ قربانی واجب ہے، محض سنت نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ: 10/36، ترتیب صالح)

قربانی واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا، غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔ (بدائع الصنائع: 4/191)

(۲) عاقل ہونا، مجنون پر قربانی واجب نہیں۔ (تاتارخانیہ: 17/409)

(۳) مالکِ نصاب ہونا، اور اس میں اتنے مال کا مالک ہونا کافی ہے، جس کی قیمت حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو کر نصاب کے برابر ہو جائے۔ (بدائع الصنائع: 4/196)

(۴) بالغ ہونا، نابالغ پر قربانی واجب نہیں، البتہ اگر والدین صاحبِ مال ہوں اور وہ اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، لیکن یہ مستحب ہے، واجب نہیں۔ (تاتارخانیہ: 11/407)

(۵) مقیم ہونا، شرعی مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ (ہندیہ: 5/292)

(۶) آزاد ہونا، غلام پر قربانی واجب نہیں۔ (بدائع الصنائع: 4/195)

آزاد سے مراد یہ ہے کہ وہ غلام یا باندی نہ ہو، عورت خاوند کے ہوتے ہوئے بھی آزاد ہے، بیٹے اور نوکر سب آزاد ہیں۔ ہندوستان میں غلامی کا وجود نہیں، قیدی بھی آزاد ہیں اور ملازم سرکار وغیر سرکار سب آزاد ہیں۔ اگر یہ لوگ مالک نصاب ہوں تو ان پر قربانی واجب ہوگی۔ (کفایت المفتی: 8/178)

نوٹ: قربانی واجب ہونے کی شرطوں میں آخری وقت کا اعتبار ہے، یعنی اگر کوئی شخص قربانی کے اول وقت میں اہل نہیں تھا، اور آخر وقت میں اہل ہوگیا، تو اس پر قربانی واجب قرار پائے گی۔ مثلاً: غیر مسلم یا مرتد شخص آخر وقت میں مسلمان ہوگیا، غلام آزاد ہوگیا، مسافر مقیم ہوگیا، فقیر مالک نصاب ہوگیا، نابالغ بالغ ہوگیا یا مجنون عاقل ہوگیا، تو ان سب صورتوں میں اس پر قربانی واجب ہوگی، اور اگر بالعکس ہوا تو قربانی واجب نہیں۔ (ہندیہ: 5/293)

غریب پر کب قربانی واجب ہوگی؟

جو شخص مالکِ نصاب نہ ہو، وہ اگر قربانی کے جانور خریدے، لیکن اس کی نیت قربانی کی نہ ہو، تو محض جانور خریدنے سے اس پر قربانی واجب نہیں ہوگی، بلکہ ایسے شخص پر قربانی واجب ہونے کے لیے جانور خریدتے وقت قربانی کی نیت شرط ہے۔ کیوں کہ قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدنا اس کے لیے نذر کے حکم میں ہوجائے گا، اور نذر کا پورا کرنا بندہ پر واجب ہوتا ہے۔ (بدائع الصنائع: 4/192-193)

یہ حکم ایام نحر سے قبل جانور خریدنے کا ہے، لیکن اگر جانور ایامِ نحر میں خریدا جائے اور قربانی کی نیت سے خریدا جائے، تو اس پر اس خرید شدہ جانور کی قربانی واجب ہے، اس کو

یہ شخص نہ تو کسی دوسرے جانور سے بدل سکتا ہے اور نہ فروخت کرسکتا ہے۔ (شامی: 9/389 فتاویٰ دارالعلوم: 15/500)

☆ غریب کی مِلک میں اگر پہلے سے جانور موجود تھا، اب اس نے اس کی قربانی کی نیت کرلی، تو اس نیت کی وجہ سے اس پر اس جانور کی قربانی واجب نہیں ہوگی۔ (بدائع الصنائع: 4/192-193)

☆ جو شخص مالکِ نصاب نہیں، اگر اسے کوئی شخص ہدیہ یا صدقہ کے طور پر جانور ہبہ کردے اور یہ شخص اس میں قربانی کی نیت کرلے، تو اس طرح اس پر قربانی واجب نہیں ہوگی۔ (حاشیۃ الشلبی علی التبیین: 6/479)

☆ وہ شخص جو کہ مالکِ نصاب نہیں تھا، اگر اس نے اول وقت میں (نفلی) قربانی کردی، پھر آخری وقت میں مالدار ہوگیا، تو اس پر اب دوسری قربانی کرنا واجب ہوگی، اس لیے کہ اس کے حق میں پہلی قربانی نفلی تھی، اور دوسری قربانی اس پر واجب ہے۔ (بدائع الصنائع: 4/198)

حاجی پر عیدالاضحیٰ کی قربانی

ابھی آپ نے اوپر پڑھا کہ عیدالاضحیٰ کی قربانی مسافر پر واجب نہیں ہوتی، بلکہ مقیم پر واجب ہوتی ہے، لہٰذا جس آفاقی کا قیام مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد سے واپسی تک پندرہ دن سے کم ہو تو وہ مسافر ہے اور اس پر عیدالاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں ہوگی، اور اگر حدودِ مکہ میں داخل ہونے سے واپسی تک کے درمیان پندرہ دن یا اس سے زائد قیام رہا، تو وہ حاجی مسافر نہیں، بلکہ مقیم ہوتا ہے اور ایسے حاجی پر صاحب نصاب ہونے کی صورت میں اہل مکہ کی

طرح عید الاضحیٰ کی قربانی بھی واجب ہو جاتی ہے، لیکن یہ قربانی حدودِ حرم میں کرنا لازم نہیں، بلکہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں ایامِ قربانی میں کرنا جائز اور درست ہے، لہٰذا اپنے وطن میں قربانی کا انتظام کردے، تو بھی درست ہے۔ دیکھیے امداد الفتاویٰ: 2/177)

کسی اور کی طرف سے قربانی

کسی دوسرے شخص کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر واجب قربانی ادا کرنا یا اس کی طرف سے واجب قربانی کی نیت کر کے بڑے جانور میں حصہ لینا درست نہیں ہے، ایسا کرنے سے اس بڑے جانور میں شریک کسی کی قربانی بھی ادا نہیں ہوگی۔ (ہندیہ: 5/302)

خیال رہے کہ ہر صاحبِ نصاب پر قربانی کرنا مستقلاً واجب ہے، لہٰذا شوہر و بیوی دونوں صاحب نصاب ہوں تو ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہے، دونوں کی طرف سے ایک قربانی کافی نہیں۔ (سوال و جواب: 121-3/120)

بالفاظِ دیگر جو عورت صاحب نصاب ہو، تو خود اس پر قربانی واجب ہے، شوہر پر اپنی بیوی کی طرف سے قربانی واجب نہیں۔ عورت کو چاہیے کہ اپنے پیسوں سے قربانی کرے یا اپنا کوئی زیور بیچ کر قربانی کرلے، یا عورت کی اجازت سے اس کا شوہر اس کی طرف سے قربانی کردے، لیکن اگر عورت کی اجازت اور اس کو مطلع کیے بغیر اس کا شوہر قربانی کرے گا تو واجب قربانی ادا نہیں ہوگی۔ (کذا فی رحیمیہ: 10/45 ترتیب صالح)

لیکن اگر کسی عورت کا شوہر یا اسی طرح بالغ اولاد کے والدین وغیرہ ہر سال ان کی طرف سے قربانی کیا کرتے ہیں، تو استحساناً یہ واجب قربانی درست ہو جائے گی، خواہ اہل خانہ

نے اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ (شامی: 9/382)

قربانی کا وقت

قربانی کے دن، ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخیں ہیں، ان میں جب چاہیں قربانی کر سکتے ہیں، البتہ پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے، اس میں مزید تفصیل یہ ہے:

(۱) جن مقامات پر عیدین کی نماز نہیں ہوتی، یعنی دیہات وقریہ جات، وہاں فجر کے بعد ہی قربانی کی جاسکتی ہے۔

(۲) شہر میں، جہاں عید کی نماز ہوتی ہے، وہاں عید کی نماز کے بعد ہی قربانی درست ہے۔ اگر ایک شہر میں کئی مقامات پر نماز عید ادا کی جاتی ہو تو سب سے پہلے جہاں نمازِ عید ادا کی جائے، اس کا اعتبار ہوگا، اس کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے۔

(۳) اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے ۱۰ / ذی الحجہ کو عید کی نماز ادا نہ ہو پائے تو پھر اس دن آفتاب ڈھلنے کے بعد یعنی ظہر کا وقت شروع ہونے کے بعد ہی قربانی جائز ہوگی۔

(۴) رات میں فی نفسہ قربانی کرنا مکروہ نہیں، بلکہ چونکہ تاریکی کی وجہ سے غلطی کا احتمال ہوتا ہے اور اندیشہ ہے کہ ذبح میں جن رگوں اور نالیوں کا کاٹنا مطلوب ہے وہ صحیح طور پر نہ کٹ پائیں گی، اس لیے فقہاء نے رات میں قربانی کرنے کو منع کیا ہے، لہٰذا اگر روشنی کا انتظام ایسا ہو کہ غلطی کا اندیشہ باقی نہ رہے، جیسا کہ اب ممکن ہے، تو رات میں بھی قربانی کرنے اور جانور کے ذبح کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ (کتاب الفتاوی: 4/162-163)

قربانی کے جانور

احناف کے یہاں فضیلت واولیت کے اعتبار سے قربانی کے جانوروں کی ترتیب اس طرح ہے: اونٹ، بھینس اور اسی طرح کے چوپائے، بکری، بھیڑ، البتہ بکری یا بھیڑ اونٹ وغیرہ کے مقابلہ میں نہ ہو، صرف اس ۱/۷ کے مقابلہ میں ہو، اور اونٹ وغیرہ کے ساتویں حصہ کے مقابلہ میں بکری وغیرہ کی قیمت زیادہ ہو تو بکری کی قربانی افضل ہوگی۔ (خلاصۃ الفتاویٰ: 4/314)

قربانی کے چند مستحبات وآداب

(۱) قربانی سے چند دن پہلے جانور کو گھر میں باندھ کر خوب کھلانا پلانا۔

(۲) تیز چھری سے ذبح کرنا۔

(۳) ذبح کرنے کے فوراً بعد کھال نہ اتارنا، بلکہ کچھ دیر بعد جانور کے جسم کے ساکن اور ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا۔

(۴) کسی اور جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرنا۔

(۵) اگر اچھے طریقے سے ذبح کرنا جانتا ہو تو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا اور خود تجربہ نہ رکھتا ہو تو بہتر ہے کہ کسی دوسرے سے ذبح کرائے مگر خود بھی موجود رہے تو بہتر ہے۔

(۶) جانور کو قبلہ رخ لٹانا اور خود ذبح کرنے والے کا قبلہ رخ ہونا (سنت مؤکدہ ہے)۔

(۷) قربانی کی جھول، رسی وغیرہ صدقہ کردینا۔

(۸) جانور کولٹانے کے بعد یہ دعا پڑھنا:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ۔ پھر بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) وَخَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ (ہندیہ:5/300، بہشتی زیور مدلل:38-3/37)

قربانی کی کھال کا حکم

(۱) قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا، جیسے مصلّٰی بنالیا جائے یا چمڑے کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنالی جائے، تو یہ جائز ہے، لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں، بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی کھال بدونِ نیت صدقہ، فروخت کرنا بھی جائز نہیں۔

(۲) قربانی کی کھال، کسی خدمت کے معاوضے میں دینا بھی جائز نہیں، اس لیے مسجد کے مؤذن یا امام وغیرہ کے حق الخدمت کے طور پر بھی ان کو کھال دینا درست نہیں۔

(۳) مدارسِ اسلامیہ کے غریب ونادار طلبہ ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے، اور احیاءِ علمِ دین کی خدمت بھی، مگر مدرسین وملازمین کی تنخواہ اس سے دینا جائز نہیں۔ (جواہر الفقہ :1/452)

قربانی کے گوشت کا حکم

بہتر یہ ہے کہ قربانی کے جانور کے گوشت کے تین حصے کیے جائیں: ایک حصہ خود استعمال کریں، دوسرا حصہ اقرباء واحباب پر خرچ کریں اور تیسرا حصہ فقراء ونادار پر۔ (ہدایہ: 4/434) تاہم ضرورت وحالات کے لحاظ سے اس تناسب میں کمی بیشی کی گنجائش ہے۔

حلال جانور کی حرام اشیاء

سات چیزیں حلال جانور کی بھی کھانا حرام ہیں: (۱) ذکر (۲) فرج (۳) مثانہ (۴) غدود (۵) حرام مغز جو پشت کے مہرہ میں ہوتا ہے (۶) خصیہ (۷) پتہ مرارہ، جو کلیجی کے پاس پانی کا ظرف ہوتا ہے اور حرام خون جو کہ قطعی حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ: 552)

قربانی کی قضاء

اگر ایامِ قربانی میں قربانی نہ کی، حالانکہ قربانی اس پر واجب تھی تو بعد میں اس پر اس کی قضاء واجب ہوگی۔ اگر خوش حال آدمی تھا اور کوئی متعین جانور اس نے قربانی کی نیت سے نہیں لیا تو قضاء کی دو صورتیں ہیں:

(۱) یا تو زندہ جانور خرید کر صدقہ کردے، یا اس کی قیمت صدقہ کردے اور اگر غریب محتاج آدمی نے کوئی جانور قربانی کی نیت سے خرید لیا یا کسی جانور کے متعلق قربانی کی نذر مانی تو ایامِ قربانی گزر جانے کے باوجود قربانی نہ کیے جانے کی صورت میں بعینہٖ اسی جانور کو صدقہ کردینا واجب ہے، نیز اس کا مصرف اب صرف فقراء ہوں گے۔

(۲) اگر کوئی غنی قربانی کا جانور لے اور وہ ایامِ قربانی میں گم ہو جائے اور وہ اس کی جگہ دوسرا کوئی جانور ذبح کر دے، پھر وہ پہلا جانور مل جائے تو اب اس جانور کی قربانی واجب نہیں۔ لیکن اگر کوئی محتاج (جس پر قربانی واجب نہیں تھی) اس کے ساتھ یہی صورت پیش آئے تو اس گمشدہ جانور کے ملنے کے بعد اس کی قربانی کرنی ہوگی۔ اس طرح قربانی کی نیت سے خریدے ہوئے جانور کو اگر کسی عذر کے باعث قبل از وقت ذبح کرنا پڑے تو وہ صدقہ کا جانور شمار ہوگا، اور اس کا اپنی ذات کے لیے استعمال درست نہ ہوگا، صرف فقراء ہی اس کے مستحق ہوں گے۔ (ہندیہ: 5/294-300)

* * *

مرتّب کی دینی، علمی، تحقیقی و ادبی کاوشیں

۱	صومِ محمود	روزے کے مسائل پر مختصر رسالہ
۲	تعلیمِ اسلام	عقائد، عبادات اور سیرت و سنت پر جامع نصاب
۳	مومن اور اسلامی سال	قمری مہینوں سے متعلق اسلامی احکام کا انتخاب
۴	قرآنیات	قرآن مجید سے متعلق دس علمی رسائل کا مجموعہ
۵	رسائل ابن یامین	احناف کے دس اہم مسائل پر مدلل رسائل
۶	رسائل محمودیہ	مختلف موضوعات پر علمی و تحقیقی رسائل
۷	معارفِ دعوت و تبلیغ	دعوت و تبلیغ سے متعلق آیات کی تفسیر
۸	نورِ ہدایت	۲۰۱۵ء تک کے دینی و مذہبی مضامین کا انتخاب
۹	فکر و نظر	۲۰۱۵ء تک کے ملّی و سماجی مضامین کا انتخاب
۱۰	ذوقِ ادب	مختلف عنوانات کے تحت لکھے گئے دس ادبی مضامین